

ہیں ان کا پورا پورا فائدہ اٹھائیے، ان کا ایک ٹمب بھی ضائع نہ کیجیے، اور کام ختم ہونے کے بعد واپس جا کر اپنے اپنے مقامات پر ہدایات کے مطابق عمل شروع کر دیجیے۔

اس کے بعد قیم جماعت نے جماعت کی سالانہ رپورٹ اور مرکزی بیت المال کے سالانہ حسابات پیش کیے جو اجتماع ٹونک کی روداد میں درج ہو چکے ہیں۔ پھر مولانا سید صبنۃ اللہ صاحب قیم حلقہ مدراس نے اپنے حلقے کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

دوسرا اجلاس | اسی روز نماز مغرب کے بعد دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ یہ بھی کھلا اجلاس تھا۔ اس اجلاس میں حاضرین کی تعداد چھ سات سو کے درمیان تھی۔ چونکہ امیر جماعت کو پہلے اجلاس میں مسلسل تین گھنٹے بیٹھنے سے بہت تنکان اور گردے میں کچھ تکلیف بھی شروع ہو گئی تھی اس لیے وہ شریک نہ ہو سکے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب کو اپنی نیابت کے لیے مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے مولوی منظر الدین صاحب صدیقی نے جماعت کی دعوت کو انگریزی میں لکھی ہوئی تقریر کے ذریعے پیش کیا۔ یہ تقریر الگ پمٹ کی شکل میں شائع کر دی جائے گی۔ پھر قیم جماعت نے حسب ذیل تقریر کی:

صاحب صدر اور معزز حاضرین! دنیا کا ہر مسک اور نظام زندگی چند اصولوں پر مشتمل ہوتا ہے اور اپنے کچھ خاص تعقنات و مطالبات رکھتا ہے۔ اُس مسک کو ماننے اور قبول کرنے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کے ان تعقنات و مطالبات کو پورا کیا جائے، جن جن باتوں کو اختیار کرنے کا اس کے اصول تقاضا کریں ان کو بلا تامل اختیار کر لیا جائے، جن جن امور سے وہ منع کریں ان کو بلا چون و چرا ترک کر دیا جائے، اور جس اور جیسے تغیر کا بھی وہ زندگی اس کے معاملات اور تعلقات میں مطالبہ کریں، بلا تردد کر ڈالا جائے خواہ ایسا کرنے سے کتنے ہی بڑے نفع سے دستکش اور کتنے ہی بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑے۔ جو لوگ اس طرح کسی مسک کو مانیں وہی دراصل اس کے اصلی اور سچے ماننے والے ہوتے ہیں، انھیں کے ذریعے سے وہ دنیا میں فروغ پاسکتا ہے اور اگر اسے باغفل دنیا میں برپا کرنا ہو تو ایسے ہی لوگوں کا ایک مضبوط گروہ اس کے لیے درکار ہوتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کوئی مسک یا نظام زندگی دنیا میں برپا ہوا ہے ایسے ہی ماننے والے لوگوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ باقی ہے

وہ لوگ جو صرف زبانی جمع خرچ کرنے والے ہوتے ہیں، زبان سے تو اسے ماننے کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کی زندگی اور اعمال و معاملات یہ شہادت دے رہے ہوتے ہیں کہ وہ نہ اس کے لیے اپنا کوئی تفع یا کوئی دلچسپی چھوڑنے کے لیے تیار ہیں اور نہ کوئی تکلیف یا کوئی نقصان ہی اٹھانے کے لیے آمادہ، تو ایسے منافق ہیں اور اس مسلک کے حتمی صریح منکروں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ وہ اگر ماننے کا اقرار کرتے ہیں تو اپنے قول میں جھوٹے ہیں اور ان کے اس عمل کی موجودگی میں ان کی تکذیب کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ ان کا مقام خود اس مسلک کی رو سے اور اس کے سچے علمبرداروں کے نزدیک صریح منکروں سے بھی پیچھے ہے۔ وہ باریستین اور چھپے دشمن ہیں جو دوستی کے روپ میں اندر ہی اندر جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ ایسے لوگ کسی جماعت یا پارٹی میں صرف اُسی وقت تک پرنسپل سکتے ہیں جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہوں یا پھر جماعت میں اس قدر جماعتی شعور یا ایسی تنظیم اور قوت موجود نہ ہو کہ ایسے لوگوں کو کاٹ پھینکے۔

میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کی وضاحت کے لیے اپنے اس ملک ہی میں رائج دو بڑے مسلکوں کو لے لیجئے۔ ان میں ایک ”ہندوستانی قومیت“ یا ”وطن پرستی“ کا مسلک ہے جو ملک کی تین چوتھائی سے زیادہ آبادی کے لیے دین اور دھرم کا قائم مقام بن گیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہندوستان نامی ملک اور اس میں بنے والے لوگوں کی اکثریت کے مفاد کو دنیا جہان کی ہر شے پر مقدم رکھا جائے، یعنی جو لوگ اس ملک کو ماننے کے دعویدار ہیں وہ اس ملک کو فائدہ پہنچانے اور اس کے اقتدار سے بچانے کے لیے ہر بازی کھیلنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنے میں دوسرے ملکوں، قوموں یا خود اسی ملک کے بعض دوسرے چھوٹے گروہوں کو کتنا ہی بڑا نقصان پہنچتا ہو اور خواہ ایسا کرنا انسانی اور اخلاقی نقطہ نظر سے کتنا ہی گھناؤنا اور شرمناک فعل ہو۔ چنانچہ ”وطن پرست“ جماعتوں میں اسی جذبہ و ثمن کے لوگوں کو جگہ مل سکتی ہے اور اگر ان کے اندر اس طرح کا جذبہ و عمل موجود نہ ہو تو ان کے لیے ان جماعتوں میں جگہ پانا تو دور کنار وہ ان کے باغی قرار پائے بغیر نہیں رہ سکتے خواہ وہ اخلاق و انسانیت اور سیرت و کردار اور دوسرے تمدنی معیارات کے

محاذ سے کہتے ہیں بڑھ کر کیوں نہ ہوں۔ اس کی بے شمار مثالیں وطن پرست جماعتوں کے ہاں موجود ہیں۔ کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح دوسرا مسلک "قوم پرستی" یا "نری قومیت" ہے۔ اسے قبول کرنے اور ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی قوم کے مفاد کو باقی تمام دنیا کے مفاد پر مقدم رکھا جائے۔ ہر اس کام کو بے دریغ کر ڈالا جائے جس سے اپنی قوم کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو یا پہنچنے کی توقع ہو اور ہر اس کام کو بے خبر روک دیا جائے جس سے اپنی قوم کو کوئی نقصان پہنچتا ہو یا پہنچنے کی توقع ہو، قطع نظر اس سے کہ اس سے دوسری قوموں اور ملکوں کو کیا اتلاق اور انسانیت پر کتنا اور کیسا ہی اثر پڑتا ہو۔ "قوم پرستی" کا مستقل اصول یہ ہے کہ ہر وہ طریقہ اور کام جائز اور پسندیدہ ہے جس سے قوم کو کچھ بھی فائدہ پہنچتا ہو اور ہر وہ کام ناجائز اور غلط ہے جس سے قوم کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ اس ملک میں اس کی بیسیوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں، حتیٰ کہ خود مسلمانوں میں سے جو لوگ فی الواقع "قوم پرستی" کے اصول کو ماننے والے اور اس کے سچے علمبردار ہیں ان کے نزدیک بھی اگرچہ سود، شراب اور ناچ گانا سب اذہبنا ناجائز اور حرام ہیں لیکن وہ مسلم بنک، مسلم انشورنس کمپنیاں، ملت آرٹ پروڈکشن اور دوسری فلم کمپنیاں اس لیے دھڑا دھڑا کھولے جا رہے ہیں اور شراب اور دوسری حرام چیزوں کے ٹھیکے اس لیے پوری دھڑائی کے ساتھ لیے اور دیے جا رہے ہیں کہ قوم کا مفاد اس وقت انھیں اسی میں دکھائی دیتا ہے۔ اسی "قوم پرستی" کا یہ نتیجہ ہے کہ اپنی سیاست، معاشرت اور معیشت اور زندگی کے اجتماعی معاملات میں کسی جگہ انھیں یہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ جس دین کو ماننے کی وجہ سے وہ مسلمان قوم اور اپنے حقوق کے دعویدار بنتے ہیں وہ اس بارے میں کچھ ہدایات دیتا اور حدود معین کرتا ہے یا نہیں۔ ان کے ہاں ہر اس شخص کے لیے نہ صرف ممبری اور لیڈر کی بلکہ پیشوائی اور قیادت تک کی جگہ خالی ہے جس سے قوم کو کوئی فائدہ پہنچنے کی توقع ہو قطع نظر اس سے کہ اس کی زندگی اور سارے معاملات اسلام کے بنیادی اصولوں تک کے بارے میں کیسی ہی شہوت پیش کر رہے ہوں اور قطع نظر اس سے کہ اس سے اسلام کو کتنا ہی بڑا نقصان پہنچ رہا ہو۔ یہ اس لیے کہ وہ "قوم پرست" ہیں اور

ان کے نزدیک قوم کا مفاد دنیا کی ہر دوسری شے پر مقدم ہے۔ وہ دین کو گرتا ہوا دیکھ سکتے ہیں لیکن قوم کوئی نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتے۔

حضرات ۱۰ اسلام بھی جس پر میں اور آپ ایمان کے دعویدار ہیں، ایک مسلک ہے۔ اس کے کچھ اصول ہیں۔ یہ بھی اپنے کچھ معین معتقدات اور مقصدیات رکھتا ہے۔ دنیا کے دوسرے مسلوں اور نظام ہائے زندگی کی طرح یہ بھی اپنے اتنے والوں اور علمبرداروں سے کچھ اپنی باتیں منواتا اور کچھ چیزیں اور طریقے چھوڑواتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں اور معاملات وغیرہ کو بدل کر اس کے بتائے ہوئے سانچوں میں ڈھالیں۔ وہ ان سے تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے ایمان میں واقعی سادق ہیں تو دنیا کی کسی دوسری شے کی اس کے اور اس کی تعلیمات کے مقابلے میں پروا نہ کریں، تمام ان کاموں کو بلاتامل کرتے چلے جائیں جن کے کرنے کا وہ حکم دے اور تمام ان چیزوں کو اپنی زندگیوں سے بلا چون و چرا خارج کر دیں جن سے وہ منع کرے۔ جس طرح دنیا کے دوسرے مسلک اصرار کرتے ہیں کہ ان کے پیرو اپنے ہر کام اور ہر معاملے میں ہر آن یہ شہادت پیش کریں کہ وہ اپنے ایمان میں سچے اور اپنے اصول کے پکے ہیں، اسی طرح اسلام بھی اپنے پیروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو تو اپنی پوری زندگی، اس کے سارے معاملات اور اس کے تمام تعلقات سے یہ شہادت پیش کرو کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو سچ کہہ رہے ہو۔ اپنی انفرادی خاندانی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور اجتماعی زندگی اور اس کے ہر گوشے میں اپنے ایمان کے سچے گواہ بنو۔ اس بات کا ثبوت پیش کرو کہ تمہیں اسلام دنیا کی ہر چیز سے ”اپنی ذات سے“ اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندان سے، اپنی قوم اور قبیلے سے، اپنے ملک اور وطن سے بڑھ کر عزیز ہے۔ تم اپنے آپ کو، اپنے خاندان کو، اپنی قوم اور ملک کو اور پوری دنیا کو بھی خطرے میں ڈال سکتے ہو لیکن خدا کے دین کو خطرے میں پڑتے دیکھنا تمہارے لیے ممکن نہیں ہے۔ اُن کا بڑے سے بڑا نقصان گوارا کر سکتے ہو لیکن جیتے جی خدا کے دین کا کوئی نقصان گوارا کرنا تمہارے لیے ناممکن ہے۔ ایسے ہی لوگ خدا اور رسول کے نزدیک سچے مسلمان ہیں، انہیں کے ہاتھوں اسلام فروغ پا سکتا ہے

اور اگر کبھی پھر اسلام دنیا میں دین کی حیثیت سے برپا ہوا اور اس پر قرونِ اولیٰ کی سی بار آئی تو آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں آئے گی۔

باقی رہے وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ "وطن پرست" اور "قوم پرست" اور سوشلسٹ اور کمیونسٹ اور کیا کیا بھی بنتے ہیں تو یہ سچا ہے یا تو اسلام ہی کو سرے سے نہیں سمجھے یا پھر دوسرے مسلمانوں کی ایسی ہی نا اہلیت ہے کہ پھر دونوں طرف سے کورے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں، ہر مسلمان اپنے مخصوص مطالبات اور تقاضات رکھتا ہے اور یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ آدمی ایک وقت دو مختلف اور باہم مختلف ملکوں کے مطالبات اور تقاضے پورے کر سکے۔ لہذا جو شخص ایک ہی وقت میں دو ایسے ملکوں کا پیر و مہتاب ہے وہ لامحالہ ایک کامومن اور دوسرے کامن فٹ، ایک کا وفادار اور دوسرے کا غدار بن کر رہے گا۔ یا پھر دونوں طرف کے لوگوں سے دھوکہ بازی کرے گا۔ بالخصوص "مسلمان" تو چونکہ اپنے اسنے والوں کی پوری زندگی کو اپنی پیٹ میں لیتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے کے لیے معین ہدایات دیتا ہے اور اس کا مطالبہ ہی "ادخلوا فی السلاخ" کا ہے اس لیے ایک مسلمان تو ایک وقت میں بس مسلمان ہی ہو سکتا ہے اور کچھ نہیں، اور اگر وہ کچھ اور بھی ہونے کا مدعی ہے تو پھر یقین کر لینا چاہیے وہ وہ مسلمان نہیں جو خدا اور رسول کو مطلوب ہے۔ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے قول اور عمل سے کم از کم حسبِ ذیل چار بنیادی امور کی شہادت پیش کرے :-

(۱) یہ کہ خداوندِ عالم کے سوا وہ کسی کے لیے بھی اس زمین پر خدائی، ربوبیت اور حاکمیت کا حق تسلیم نہیں کرتا۔

(۲) یہ کہ وہ کسی ایسی امامت، پیشوائی، رہنمائی اور قیادت کو نہیں مانتا جو خدا اور رسول کی اطاعت و پیروی سے بے نیاز ہو۔

(۳) یہ کہ وہ کسی ایسے قانون کو جائز قانون اور کسی ایسے دستور کو جائز دستور نہیں مانتا جو خدا کی نازل کردہ ہدایت کو اپنا مآخذ اور مرجع تسلیم نہ کرتا ہو۔

(۴) یہ کہ وہ اپنے ہر قول و عمل اور ہر معاملہ کے لیے اپنے آپ کو خدا کے روبرو جوابدہ سمجھتا ہے۔ ان میں سے ہر جہ خدا پرستی کے سوا دوسری ہر تہ پرستی کی جڑ کاٹ رہا ہے اس لیے کسی دوسری تہ پرستی کا جوڑ اس خدا پرستی کے ساتھ کسی حال میں بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

یہی وہ امور ہیں جن کی طرف ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنے کے لیے یہ دوز و صوبہ کر رہے ہیں۔ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی جگہ خود اپنی زندگیوں اور کوششوں کا محاسبہ کریں، اپنے معاملات کا، اپنے تعلقات کا، اپنی مصروفیتوں کا، اور اپنی شخصی اور قومی امنگوں کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ وہ کس حد تک اسلام کے ان بنیادی اصولوں کے مطابق ہیں اور کہاں ان سے ہٹ گئے ہیں۔ منفی اور قاضی آپ کے ایمان و اسلام کا اندازہ کرنے میں غلطی کھا سکتے ہیں، مگر آپ خود اگر خدا کو عالم الغیب اور علیم بذات الصدور جانتے ہوئے اپنے قلب پر نگاہ ڈالیں گے تو آپ کے اپنے ضمیر سے یہ بات نہیں چھپ سکتی کہ جس دین کو آپ اپنی دنیوی اور اخروی نجات کا ضامن مانتے ہیں اس پر آپ کے ایمان کافی الواقع کیا حال ہے۔ یہ آپ کے زبانی دعوے اور یہ ملک شگاف نعرے انسانوں کو ممکن ہے موعوب کر دیں اور انھیں کسی غلط فہمی میں بھی مبتلا کر دیں لیکن خدا کے دُرُودِ تو سب حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ وہاں نعرے اور نام نہیں، نیتیں اور کام دیکھے جائیں گے۔ اسلام کا جو نمونہ آپ اس وقت دنیا میں پیش کر رہے ہیں اس کا نتیجہ تو بجز خسر الدنیا والآخرہ کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ کے اس اسلام نے دنیا بھر کو اعلیٰ اسلام سے بدگمان کر کے رکھ دیا ہے اور خدا کی کتاب گواہ ہے کہ ایسے اسلام کی آخرت میں بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔ دوسرے مسلکوں اور نظام ہائے زندگی کی طرح اسلام بھی دو ہی صورتیں پیش کرتا ہے کیا تو اسے سارے کا سارا قبول کر دیا پھر اس معاملے ہی کو ختم کر دے۔ یہ مسلمان اور نامسلمان ایک ساتھ بنے رہنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں اور اگر آپ اس پر اصرار کریں گے تو پھر آپ سے پہلے کی مسلمان قوم یعنی یہودیوں کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ اگر آپ اس انجام سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہی ہے کہ خدا کے دین پر فی الواقع ایمان لائیں اور اپنی زندگی اور اس کے معاملات سے، اپنے قول و عمل سے

اور اپنی دوڑ دھوپ اور نقل و حرکت سے اسلام کی سچی شہادت پیش کریں۔
 اپنے غیر مسلم بھائیوں سے جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ”دین اسلام نے مسلمانوں کی مالکیت ہے
 اور نہ ان کے باپ دادا کی میراث۔ یہ تو سب انسانوں کے لیے زندگی کا ایک ہی صحیح راستہ ہے جو
 خدائے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے اتارا ہے۔ یہ کوئی نیا راستہ بھی نہیں۔ ابتدائے آفرینش سے
 جہاں بھی خدا کی طرف سے کوئی رہنمائی آئی اس میں یہی راستہ بتایا گیا تھا، یعنی یہ کہ انسان صرف خدا کے
 بندے اور اطاعت گزار اور تابع رہ کر رہیں، بھلائیوں اور نیکیوں کو اختیار کریں، برائیوں سے
 بچیں، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کریں، حق داروں کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کریں، کمزوروں اور نیکیوں
 کو سہارا دیں، خدا کی زمین کا خدا کی مرضی کے مطابق انتظام کریں تا آنکہ خدا کے نافرمان اور شریر لوگ
 اگر باقی بھی ہیں تو ذلیل بن کر باقی رہیں اور ان کی شرارت اور خباثت سے خدا کے دیکھے بندے محفوظ
 ہوں۔ اس راستہ کا نام عربی میں اسلام ہے۔ دوسری زبانوں میں کچھ اور نام ہوگا، مگر زبانوں کے
 فرق کے باوجود اس کی حقیقت ہمیشہ ایک ہی رہی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس بھی خدا کی طرف سے
 یہی دین اسی طرح بھجایا گیا تھا جس طرح دنیا کی دوسری قوموں کی طرف اور جس طرح سب کے آخر
 میں اور اپنی مکمل صورت میں عربوں کی طرف بھجایا گیا۔ آپ نے اور دوسری قوموں نے جب اس کا
 کچھ حصہ ضائع کر دیا، کچھ دوسری چیزوں کے ساتھ غلط ملط کر دیا اور جو باقی بچا اسے بھی پس پشت
 ڈال دیا تب یہ ایک ایسی امت کے پاس از سر نو بھجایا گیا جس نے اسے اور اس کے لانے والے کی
 سیرت کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔ لہذا یہ آپ کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے جو دوسروں کے
 ہاتھوں آپ کے پاس واپس آئی ہے۔ اسے پرانی چیز سمجھ کر ناک بھوں نہ چڑھائیے بلکہ خدا کا شکر
 ادا کیجیے کہ جو کچھ آپ نے کھویا تھا وہ پھر واپس مل رہا ہے۔ اگر آپ اس کو اس کی اصلی صورت میں
 دیکھنا چاہتے ہیں تو قرآن میں دیکھیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی زندگیوں میں دیکھیں۔
 موجودہ مسلمانوں کی زندگی اور معاملات کو اسلام نہ سمجھ بیٹھیں۔ جس طرح آپ لوگ دین و دھرم سے
 بے نیاز ہو کر وطنیت، قومیت اور دنیا پرستی میں گم ہو گئے ہیں اسی طرح یہ بھی اسلام کو پس پشت

ڈال کر انہی چیزوں میں گم ہو گئے ہیں اور ان کے ہاں اسلام کا مصرف بجز اپنے طلبوں اور طلبوں میں ایک قوی نعرے کی حیثیت سے استعمال کرنے کے اور کچھ نہیں رہا ہے۔ آپ اسلام کا کھلے دل سے مطالعہ کیجیے۔ اسے ہر حیثیت سے جانچیے اور پرکھیے۔ ہم نے اسے ایک سسٹم کی حیثیت سے اسکی اصلی شکل میں پیش کیا ہے۔ اگر آپ اسے سمجھنے کے لیے تیار ہوں تو ہم آپ کی اس بارے میں ہر مدد کے لیے تیار ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ سوشلزم، کمیونزم، نازی ازم اور فاشنزم اور دنیا کی ہر تحریک کا کھلے دل سے مطالعہ کرتے اور اس کے حسن و قبح کی بنا پر اس پر غور کرتے ہیں لیکن اسلام کے معاملے میں تھوب کی عینک چڑھا لیتے ہیں اور یہ صرف اس لیے کہ جن لوگوں سے آپ کی ایک رات سے سیاسی کشمکش ہے وہ اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ "اسلام" خدا کا دین ہے اور اس کے بندوں کے لیے اسی طرح نعمت ہے جس طرح اس کی ہوا، پانی، ناز، پھل پھول، بارش اور خدا کی پیدا کردہ زمین و آسمان کی باقی ساری چیزیں۔ جب آپ ان نعمتوں کے استعمال سے اس لیے ہاتھ نہیں کھینچتے کہ مسلمان بھی ان کو استعمال کرتے ہیں تو آخر اس نعمت سے محض مسلمانوں کی ضد میں کیوں بھاگتے ہیں۔ میرے عزیز بھائیو! یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ وہ انسان کو حق سے روکنے کے لیے مختلف قسم کی رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ آپ اس کے اس فریب میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا اور آخرت خراب کر رہے ہیں۔ ہم خدا کے دین کو آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے جو ہمارے اور آپ کے رب کے ہمارے دے لگایا ہے۔ خدا نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ نیکی اور بھلائی کی ہر بات جو انھیں معلوم ہو اسے اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچائیں تاکہ وہ بھی ان سے مستفید ہوں اور دنیا سے برائی ختم ہو۔ جب مرنے کے بعد آپ خدا کے روبرو پیش ہوں گے تو آپ سے پوچھا جائے گا کہ میرے کچھ بندوں نے میرا دین آپ کے روبرو پیش کیا، آپ کو اس پر غور کرنے کی دعوت دی، لیکن آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ فرمائیے اسکا آپ کیا جواب دیں گے؟ یہ دن آنے والا ہے اور اس کے آنے میں قلب کی ایک حرکت کے سوا کوئی شے عامل نہیں۔